نجم الاخبار و افشاں و پادری

افشاء صداقت

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکر ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہی ۱

نمبر (۱۹) — مطبوعہ ۷ مئی ۱۸۹۷ء بروز جمعہ — جلد (۲۵)

ایڈیٹوریل نوٹس

ثمرہ اتباع محمد و ثمرہ اتباع مسیح

خدا کا سامنا کرے کیا طاقت بشر کی ہی
ضیاء شمس پر دوڑے کیا ہستی قمر کی ہی

قرآن کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ لوگ جو محمد عربی کی پیروی و اتباع کرتے ہیں اور محمدی کہلانے پر مرتے ہیں آخر نتیجہ اُنکا یہہ ہی کہ ایکدفعہ جہنم میں پڑینگے اور بعد ازان اگر اُنمیں کوئی ایسا ہوگا جو خدا سے ڈرتا رہا ہی تو نجات پاویگا ورنہ اسی میں جلیگا۔ ثبوت کیلئے دیکھو پارہ ۱۶ سورہ مریم رکوع ۵ میں آیت ۔ وَاِنۡ مِّنۡكُمۡ اِلَّا وَارِدُهَا‌ ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتۡمًا مَّقۡضِيًّا ۚ ثُمَّ نُـنَجِّى الَّذِيۡنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيۡنَ فِيۡهَا جِثِيًّا ۔ یعنی اے محمدیو تم نہیں ہو مگر جہنم میں پڑنے والے ۔ اور یہہ کام (اے محمد) تیرے پروردگار کو کرنا ضرور ہے۔ پھر ہم اُنہیں نجات دینگے جو متقی تھے اور ظالموں کو اُسی آگ میں جلتا چھوڑ دینگے ۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ محمد کی اتباع سے نجات نہیں ہی بلکہ جہنم میں پڑنا ہی اور اُسوقت بھی وہی اصل متقی نجات پاویگی ہی کہ اگر ظاہر میں محمد کی پیروی کرتے بھی ہوں تو دل میں خدا سے ڈرتے رہے ہوں تو خدا نجات جہنم سے دیگا ۔ ورنہ نہیں محمد بیچارہ کچھ نہیں کرسکتا کیونکہ بشر ہی ۔ وَاللّٰهُ اَعۡلَمُ بِمَا يَفۡعَلُ اللّٰهُ بِهٖ ۔ اور میں نہیں جانتا کہ خدا محمد کے ساتھ کیا کریگا ۔ اور انجیل کے پڑھنے سے ہر شخص معلوم کرتا ہی کہ خداوند یسوع مسیح کی اتباع سے حیات ابدیہ و نجات کلیہ از ہلاکت جہنم حاصل ہوتی ہی ۔ کوئی متبع مسیح کا کبھی جہنم میں نہیں پڑیگا ۔ دیکھو ثبوت کے لئے یوحنا ۱۰ باب کی ۲۷ و ۲۸ آیتوں کو کہ خداوند فرماتا ہی ۔ "میری بھیڑیں میری آواز سنتی ہیں اور میں اُنہیں جانتا ہوں اور وے میرے پیچھے چلتی ہیں ۔ اور میں اُنہیں ہمیشہ کی زندگی بخشتا ہوں اور وہ کبھی ہلاک نہ ہونگی اور کوئی اُنہیں میرے ہاتھ سے چھین نہ لیگا" اور دیکھو عبرانیوں ۵ باب ۹ آیت کو کہ پولوس رسول کہتا ہی ۔ "اور وہ کامل ہو کر اپنے سب فرمانبرداروں کیلئے ہمیشہ کی نجات کا باعث ہوا" ۔ جس سے صاف یہی معلوم ہوتا ہی کہ مسیح کا کوئی متبع ہمیشہ کی نجات سے محروم نہ ہوگا یعنی یہہ نہو گا کہ تھوڑے روز پہلے جہنم میں پڑے تب نجات ناقص اس سبب پاوے کہ مسیح کی تبعیت کی حالت میں دل میں خدا سے ڈرتا رہا ۔ الغرض اتباع مسیح کا ثمرہ حیات ابدیہ و نجات کلیہ ہی اور اتباع محمد کا ثمرہ جہنم میں پڑنا ہی۔

ہندو مذہب کیا ہی؟

آجکل ہندوستان میں بعض تعلیم یافتہ مثلاً سوامی وویکانند اور اُس کے چیلے یورپ اور امریکہ میں جاکر ہندو مذہب کی اصل بدصورت اور ننگی تصویر پر مسیحی مذہب کی خوبصورتی کا پوڈر لگا کر وہاں کے ناواقف لوگوں کو ہندو مذہب کی نہایت خوبصورت تصویر دکھلانیکی کوشش کرتے ہیں لیکن جب کبھی انسان کا دل تعصب سے پاک ہوتا ہی اور وہ اوروں کو دھوکہ دینا نہیں چاہتا تو وہ سچائی کو ظاہر کردیتا ہی چنانچہ چند برس گذرے ہیں کہ بابو گرو پرشاد سین نے ایک ٹریکٹ بنام ہندو مذہب کے مطالعہ کیلئے دیباچہ لکھا جسمیں بتلایا گیا ہی کہ ہندو ازم کیا ہی؟ ہم اگرچہ وقتاً فوقتاً بتلاتے رہے ہیں کہ ہندو مذہب فی الحقیقت کوئی مذہب ہی نہیں ہی مگر ایک ہندو کی رائے ہندو مذہب کی نسبت زیادہ وقعت رکھتی ہی اسلئے ہم ذیل میں بابو صاحب موصوف کے بیان کا خلاصہ جو اخبار دھرم ۹ ستمبر ۱۸۹۶ء میں شائع کیا گیا درج کرتے ہیں ۔

"بہت سے لوگ اس امر سے ناواقف ہیں کہ ہندو ازم کو (یعنی) یا دھرم خیال کرنا بالکل غلطی پر مبنی ہی ۔ عام خیال یہہ ہی کہ ہندو بننے کے لئے ایک نقطہ میں ... رسوم شامل ہیں جو کہ اُسے پوری کرنی چاہئیں جب تک مسلمان رسوم کو پورا کرتا ہے ... بابو گرو پرشاد سین کی ہندو ازم کی یہہ تعریف پیش کرکے کہ جس سے ہم کلی اتفاق کرتے ہیں سوامی وویکانند اور دیگر ہندوؤں سے پوچھتے ہیں کہ کیا ہندو ازم یہ ہے

نورافشان

پادری ای۔ ایچ۔ ویرنگ صاحب ایم۔ اے۔ ایڈیٹر
پادری جی۔ ایل۔ ٹھاکرداس صاحب و پادری ایچ۔ گولکناتھ صاحب } اسسٹنٹ
پادری طالب الدین صاحب بی۔ اے۔ و پادری پی۔ سی۔ اپل صاحب } ایڈیٹرز

لاثانی کلام

خداوند یسوع مسیح کی تعلیم اور باتوں میں ایک اور عجیب وغریب خصوصیت جس سے وہ تمام متقدمین اور متاخرین معلمان سے نہایت بالا اور برتر نظر آتا ہے یہہ ہے کہ وہ ایسی طرز کلام استعمال کرتا ہے کہ اگر کوئی انسان اُسکو استعمال کرے خواہ وہ کیسا ہی عالم و فاضل اور بزرگ اور صاحب اقتدار اور اقبال کیوں نہ ہو اُسپر کفر لازم آتا ہے۔ اُس کی طرز کلام موزون طور سنجیدہ مضمون اور مُدعا کے ساتھ کامل متفق نظر آتی ہے۔ ہزارہا لوگ اُسکا کلام سننے کیواسطے اُسکی پیروی کرتے تھے اور اُسکا راز اور بھید یہہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اُن حیران اور متعجب لوگوں کو فقیہوں کی طرح نہیں بلکہ ایک کامل اختیار والے کی طرح تعلیم دیتا ہے اور اپنے خیالات کو نہایت دلچسپ انسانی الفاظ میں ملبس کرتا ہے اور اُس کے مضامین اور دعوے نہایت مفید اور اشد ضروری معلوم ہوتے ہیں کہ کم بخت ہو وہ انسان جو اُن پر توجہ مائل نہیں کرتا۔ اور وہ اپنی باتوں کو کامل تیقن اور پورے اختیار کے ساتھ کہ اُسکا پیغام خاص خدا کی طرف سے ہے اظہار کرتا ہے کہ ”میں تم کو سچ سچ کہتا ہوں“ ”ہم جو جانتے ہیں سو تم کو کہتے ہیں اور جو ہم نے دیکھا ہے اُس کی گواہی دیتے ہیں“ ایسے ایسے جملے اُس کی باتوں کے شروع میں آتے ہیں اور اُس کے ذاتی اختیار کا آغاز سے اظہار معلوم ہوتا ہے۔ برعکس اس کے تمام قدیم انبیا اور عابد کے رسل جب اعلیٰ طاقت کے پیغام اور مقصد کو اظہار کرتے تو یوں بولتے تھے کہ ”خداوند یوں فرماتا ہے“ ۔

عام لوگ شریعت کے علما اور فضلا اور مفسرین کی دو دلی وریاکاری اور مکر اس سے پس ماندہ اور رنجیدہ خاطر ہو رہے تھے۔ ان عالموں نے حقیقت میں اپنی شریعت کو جو انکو موسیٰ کی معرفت دستیاب ہوئی تھی اپنی بیشمار روایتوں سے خالی اور بے معنے اور باطل بنا رکھا تھا اور لوگوں کے کاندھوں پر ایسے بھاری بوجھ رکھ چھوڑے تھے جنکا برداشت کرنا ناممکن تھا۔ حقیقت میں تمام دُنیا نہایت گھبراہٹ اور مضطر حالت میں تھی اور کسی ایسی چیز اور مژدہ کیلئے ترستی تھی جسکو وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ کیا ہے اور کہاں سے دستیاب ہوگا۔ یہودی اور یونانی دونوں بہت تھکے اور ماندہ تھے اور مروجہ دار العلوم کے فلسفیوں اور گوناگون تعلیموں سے جو انسان کے دل کو حیرانگی اور اضطراب اور گھبراہٹ کے سمندر میں مستغرق کرتی ہیں یا جیسا کہ زمانہ نظر آتا ہے متنفر نظر آتے تھے کہ الفاظ تو موجود ہیں مگر حقیقی عرفان معدوم ہے۔ اُن کے درمیان ایک معلم کھڑا ہوا جو بالکل نئی اور نرالی طرز کلام سے نئی اور نرالی تعلیم دیتا ہے جسکی باتیں ہاں ہاں اور آمین ہیں جس کے الفاظ دل سے تازہ نکلتے اور تیر کی طرح سیدھے دلمیں جا لگتے ہیں۔ اُن کے درمیان ایک عجیب معلم کھڑا ہے جو خاص خدا کا کلمہ اور منہ ہو کر بولتا ہے کچھ مضائقہ نہیں کہ اُس کی ہیکل کہاں اور اُس کے سامعین کون ہیں مگر وہ ہمیشہ یکساں کامل تیقن اور الٰہی اختیار کے ساتھ کلام کرتا ہے۔ خواہ وہ سامعین سے پُر عبادتخانہ میں یا ہزار در ہزار لوگوں کے درمیان راہگذروں میں۔ پہاڑ کی چوٹی پر یا سمندر کے کنارے پر یا میدان اور وادی میں یا قومی عیدوں کے ایام میں مجمعوں میں ہیکل کے دالانوں میں یا قصبہ بیتنی کے عزیز خانگی دائرہ کے درمیان خواہ ہیکل کے اختیار والوں کے بیچ جہاں وہ کاہن اور فقیہ اور فریسی کے غرور کو ملامت کرتا ہے کچھ مضائقہ نہیں وہ کس جگہ اور کسکو وعظ کرتا وہ ہمیشہ کامل صداقت اور بے نقص تیقن کے ساتھ تعلیم دیتا ہے۔ یہہ تو الیاس کی روح اور قوت سے بھی زیادہ بالا اور برتر معلوم ہوتا ہے اُن کے درمیان ایک کھڑا ہے جو اگرچہ پست حال اور غریبوں اور محتاجوں سے ہمدردی کی باتیں کرتے شرماتا نہیں بیواؤں اور یتیموں کو دلاسا دیتا اور شیرخوروں کو گود میں لیتا تاہم ایک عظیم الشان شاہنشاہ کی قدرت اور اختیار کے ساتھ کلام کرتا اور آشکارا کرتا ہے کہ وہ خود اس بات کو بخوبی جانتا ہے کہ میں خدا مجسم کے اختیار سے بولتا ہوں۔

خداوند یسوع کی سوانح عمری کے معجزات اور حوادث کو ہم تین جماعتوں میں منقسم کرکے آشکارا کرینگے کہ وہ ہمیشہ ہر جماعت کے حوادث کے موقعہ پر ایک ہی لاثانی الٰہی قدرت اور اختیار کے ساتھ کلام کرتا ہے۔

جماعت اوّل۔ اس جماعت میں وہ تمام موقعات اور حوادث شامل ہیں جن میں اُس نے اپنے عجیب وغریب قادرانہ اور معجزات کا اظہار دیا جو شمار سے باہر ہیں مگر قریب تیس ایک کے ہیں جو انجیل میں مذکور ہوئے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اُسکی قدرت کا ایک لفظ بولا اور ہو گیا اُس نے حکم کیا اور ہوا۔ ہم اسوقت خاص معجزہ کی طرف اشارہ نہیں کرتے کہ معجزات تو دیگر انبیا نے بھی کئے مگر ہم خاص توجہ طرز کلام اور اختیار اور قدرت کی طرف دلاتے ہیں کہ یہہ کون ہے جو ایسا بولتا اور فوراً ہو جاتا ہے کلمہ نیست سے ہست کرتا اور ہست کو نیست۔ یہہ تو بالکل ٹھیک وہی طرز کلام اور قدرت معلوم ہوتی ہے جو خالق نے ابتدا میں استعمال کی تھی جب فرمایا کہ ”ہو“ اور ”ہو گیا“۔ چشم دید گواہ خداوند یسوع مسیح کے اس حکم اور طرز کلام کے نرالے ڈھنگ کو دیکھکر نہایت ہی حیران اور متعجب رہ جاتے اور پکار کر کہتے تھے کہ ”یہہ آدمی کس قسم کا ہے کیونکہ وہ ہوا اور دریا کو بھی حکم کرتا ہے اور وہ اُس کی مانتے ہیں“ ”وہ سب حیران ہو گئے اور آپس میں بولنے لگے کہ یہہ کیسا کلام ہے کیونکہ وہ اختیار اور قدرت کے ساتھ ناپاک روحوں کو حکم کرتا ہے اور وہ اُس کی مانتے ہیں“ پر ایک بھاری تفاوت نظر پڑتی ہے جو قدیم انبیا اور نیز حواریان کے معجزات اور اُس کی اپنی قدرت اور اختیار والے کاموں اور کرامات میں ہمیشہ موجود ہے کہ اُس کے اپنے معجزات





اسکی اپنی ذاتی قدرت سے سرزد ہوئے جنمیں خارجی وسیلہ یا قوت کا دخل نہیں۔ وہ فرماتا ہے "میں چاہتا ہوں تو پاک صاف ہو جا"۔ "اپنا کھٹولا اٹھا کر چلا جا"۔ "اپنا ہاتھ لمبا کر" اور اُس نے اسے دوسرے کی مانند تندرست لمبا کیا۔ "اے بیٹے تیرے گناہ معاف ہوئے سلامت جا"۔ "اے لڑکی میں تجھے کہتا ہوں اُٹھ کھڑی ہو"۔ "اے لعزر باہر نکل آ" اور وہ جو مر گیا تھا باہر نکل آیا ہاتھ پاؤں بندھے"۔ ہمارے نجات دہندہ کے معجزات اس طرز اور ڈھنگ سے سرزد ہوتے رہے اور تمام ایسے موقعات پر اس شخص کی مانند کبھی کسی نے کلام نہیں کیا"۔

جماعت دویم۔ اس جماعت میں وہ تمام موقعات شامل ہیں جن میں اُس نے اپنے شاگردوں اور ہزارہا یہودی لوگوں کے سامنے اپنی مفید عام اور کھلا کھلی تعلیم اور وعظ و نصیحت کہہ سنائی۔ نمونہ کیلئے دیکھو اُس کی پہاڑی وعظ متی ۵۔ ۶۔ ۷ باب۔ آخری عدالت کا نقشہ اور بیان متی ۲۵ باب۔ فقیہوں اور فریسیوں کو ملامتیں متی ۲۳ باب۔ لوگوں کی مختلف گفتگو اور وعظ ہیکل میں بموقع عید خیموں یہود جسکا ذکر یوحنا انجیلی نے کسی قدر مفصل کیا ہے اور اُسکی الوداعی باتیں خاص شاگردوں کے ساتھ اُس کی موت سے ایک رات پیشتر۔ کیا ممکن ہے کہ کوئی شخص بے تعصب ہو کر ان نادیدنی اور ابدی نہایت سنجیدہ الہام کی باتوں کو باتیں بھی ایسی جن کی نسبت پیشتر کسی خاکی انسان نے کبھی کچھ بولنے کی جرأت نہیں کی غور سے سنے اور پھر بھی اُن کی لا انتہا اور ہیبت ناک بزرگی اور عظمت کو حس اندرونی سے معلوم نہ کرے۔ خصوصاً ہم اسکی آخری گفتگو کو پیش کرتے ہیں اور اس بات کو خصوصاً یاد دلاتے ہیں کہ متکلم اگر فقط انسان تھا تاہم ایک جوان عالم شباب والا پرلے درجہ کا نیک آدمی تھا اور برضا خود آیندہ صبح کو پوری پوری انتظاری کے ساتھ تیاری کرتا ہے کہ اپنی زندگی کو دیگا اور یہ بھی کسی خطا اور جدل کے باعث نہیں ہرگز نہیں بلکہ اس لئے کہ حق پر گواہی دیتا ہے اور حق پر جان نثار ہو۔ دنیا سقراط کی تعریف کرتی ہے کہ وہ بھی کسیقدر ایسے حالات میں حق پر جان نثار ہوا تھا مگر یسوع کی نسبت فقط تعریف نہیں بلکہ جو کوئی اُس کے الفاظ اور تعلیم کو غور سے پڑھا اور سُنے ضرور قایل ہوگا کہ یہ شخص دنیا کے تمام معلمان سے بالا اور برتر ہے کہ اس میں اخلاقی قدرت اور شجاعت سب سے بڑھکر ہے کہ یہ اخلاقی قدرت اور جرأت سوائے اندرونی علم اور معرفت کے پیدا نہیں ہوتی کہ یا تو وہ خدا کی طرف سے معلم مقرر ہو کر آیا یا خود خدا ہے۔

اگر ایک کو قبول کریں تو دوسری بات کو قبول کرنا لازمی نتیجہ نکلتا ہے یعنے اگر وہ خدا کی طرف معلم مقرر ہو کر آیا ہے تو ضرور وہ خود خدا بھی تھا کیونکہ یہ وہ مشکل ہے کہ جسکا حل اور کسی طرح ہو نہیں سکتا مگر ایک حالت میں یعنے اگر قبول کریں کہ وہ کمتر تھا تو ضرور ماننا پڑیگا کہ وہ اعلیٰ تر بھی تھا۔ کیا معنے اگر وہ خدا کی طرف سے اُستاد مقرر ہوا اور دنیا میں آیا جسکا انکار محال ہے تو بلاشک وہ خود خدا تھا کیونکہ اُس نے صاف صاف دعوے کیا کہ میں خدا ہوں اور موت تک اس دعوے پر قایم اور مستقل رہا۔ غور طلب بات یہ ہے کہ جو خدا کی طرف سے مقرر ہو کر آیا اور اُس کے اعمال و اقوال ایسے ہوں جیسے یسوع کے تھے اور اُسکی تمام زندگی گناہ سے ایسی بے داغ ہو جیسی اُسکی تھی اُسپر دروغگوئی کا الزام محال مطلق ہے لیکن واضح ہو کہ اُن اعظم حقیقتوں میں سے جو وہ ہمیشہ بلکہ زندگی کے آغاز سے اس وقت تک کہ اُس پر موت کا فتوے دیا گیا ادنے و اعلیٰ کے روبرو آشکارا اور خفیہ ہمیشہ تعلیم دیتا اور سکھاتا تھا ایک حقیقت اعظم یہ تھی کہ میں خدا کا بیٹا ہوں اور کہ میں اور خدا یکساں اور برابر ہیں کہ میں خود خدا ہوں۔

لہٰذا اگر اُس کے معجزات اور تعلیم پر غور کرنے سے دو میں سے ایک بات کو لازمی قبول کرنا پڑے یعنے کہ وہ یا تو خدا کی طرف سے معلم ہو کر آیا تھا یا کہ وہ خود مجسم خدا تھا تو یہ نتیجہ ہم کو مجبور کرتا ہے کہ لازمی طور پر اس نتیجہ کو قبول کریں کہ اُسکے تمام دعوے سچے اور برحق تھے؛

اب اگر کوئی اس سلسلہ بیان قاطع کو دل میں محسوس کرے کہ اس عمیق مشکل کا حل یہی ہے تو مندرجہ ذیل کلام کو جو کبھی کسی انسان نے یسوع سے پیشتر یا مابعد بولنے کی دلیری نہیں کی دل کے کانوں سے سُنے "آسمان اور زمین ٹل جائینگے مگر میری باتیں ہرگز نہ ٹلینگی"۔ "نہ ہر ایک جو مجھکو خداوند خداوند کہتا ہے آسمان کی بادشاہت میں داخل ہوگا مگر وہی جو میرے باپ کی جو آسمان پر ہے مرضی پر چلتا ہے"۔ "اے باپ مجھکو اپنے ساتھ اُس جلال سے جلالی کر جو میں تیرے ساتھ عالم سے پیشتر رکھتا تھا"۔ "تب تم ابن آدم کو آسمان کی بدلیوں میں آتے دیکھو گے اور وہ اپنے جلال کے تخت پر جلوس فرما ہوگا اور اُسکے حضور تمام قومیں حاضر اور جمع کیجاوینگی اور وہ انکو ایکدوسرے سے جدا کریگا جیسا گڈریا اپنی بھیڑوں کو بکریوں سے جدا کرتا ہے"۔ "آسمان اور زمین کا سارا اختیار مجھکو دیا گیا ہے۔ اس لئے تم تمام قوموں میں جا کر شاگرد کرو اور انکو باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام پر بپتسما دو اور دیکھو میں زمانہ کے آخر تک تمہارے ساتھ ہوں۔ وہ جو ایمان لاتا اور بپتسما پاتا ہے نجات پاویگا اور وہ جو ایمان نہیں لاتا اُسپر سزا کا حکم ہوگا"۔ سچ سچ اس شخص کی مانند کبھی کسی نے کلام نہیں کیا"۔

بھلا اگر ابراہام یا موسیٰ یا دانیال یا پولُس ایسی باتیں بولتے کیا تمام دنیا انکو کافر یا نادان نہ ٹھہراتی؟ سننے میں آتا ہے کہ بعض لوگ یسوع کو فقط انسان اور اعلیٰ ترین مخلوق کے درجہ تک محدود ٹھہراتے ہیں مگر ہم کہتے ہیں کہ اس کے معجزات کو درکنار کر کے فقط اُس کی باتیں اور تعلیم معہ اس کی بیگناہ زندگی کے ہم کو مجبور کرتی ہیں کہ ہم یہ نتیجہ نکالیں کہ یسوع میں اور دنیا کے تمام معلمان میں تفاوت لا محدود ہے۔ دنیا میں فقط ایک ہی فانی انسان گذرا ہے جس نے اختیار کے ساتھ بولنے اور تمام انسانی قدرت پر قابض ہونیکا دعوے اور فخر کیا جس کے احکام تمام یورپ کیلئے بمنزل شریعت تھے اور جسکی تلوار نے اُس کے تخت و تاج کو اُلٹ پلٹ کر دیا مگر اس شخص نپولین Napoleon نے ایسے بول کبھی نہیں بولے اور اگر بولتا تو تمام دنیا اُس کو

پاگل ٹھہرتی اور یسوع بھی فقط انسان ہوکر اگر ایسی باتیں بولتا تو اِس الزام سے بری نہ ٹھہرتا۔ ہم پھر کہتے ہیں کہ اِس مشکل کا حل ایک ہی ہے یعنے وہ سب کے اوپر مبارک خُدا ہے اور کہ اُس کے الفاظ جو نہایت حیرت انگیز اور انسانی نہیں بلکہ الٰہی ہیں نہایت سنجیدگی اور حق کے ساتھ بولے گئے تھے۔

جماعتُ سوم ۔ اِس جماعت میں وہ تمام موقعات شامل ہیں جن میں اُس نے پوشیدہ میں اثنا ملاقات جب کوئی معجزہ ظاہر نہیں اور نہ کوئی عام وعظ سُنائی بلکہ فقط اور انسانوں کی طرح انسان اور دوستوں جیسا دوست معلوم ہوتا تھا۔ نمونہ کے لئے دیکھو اُسکی گفتگو تھانایل کے ساتھ یوحنا باب اول کے آخر میں اور نقودیمس کے ساتھ یوحنا باب سوم کے شروع میں۔ اُسکی ملاقات ایک جوان سردار کے ساتھ اور ایک شریعت کے معلم کے ساتھ جو اُس کی آزمایش کرنے آیا تھا۔ دیکھو وہ کس حکمت کے ساتھ ہیرودیوں۔ صدوقیوں اور فریسیوں کی چالاک اور ریا کی باتوں اور سوالوں کا جواب دیکر اُنکا منہہ بند کرتا کہ پھر کسیکو سوال کی جرأت نہیں رہتی۔ دیکھو وہ پلاطوس حاکم کے حضور اکیلا کھڑا ہوا اور بجائے اُس کے کہ وہ ترساں اور لرزاں ہو خود حاکم خوف زدہ اور قیدی کی عظمت سے نہایت متعجب ہوکر اُسکی بریت کے کلمات منہہ پر لاتا ہے۔ میری سمجھ میں انجیل میں اور کوئی بات ایسی توجہ اور تعجب کے قابل نہیں جیسی یہہ کہ عیسیٰ مسیح تمام بے عزتی کے نظاروں کے درمیان دُکھ اور مصیبت میں زندگی کے روزمرہ برتاؤ میں جن میں ضرور تھا کہ وہ عام انسان جیسا نظر آوے اور اُسکی الوہیت کم آشکارا ہو ایسا بولتا اور ایسے کام کرتا تھا کہ لوگ مجبور ہوکر محسوس کرتے تھے کہ "اِس شخص کی مانند کبھی کسی نے کلام نہیں کیا"۔

بارہ برس کی عمر سے لیکر جب وہ ہیکل کے درمیان علماء یہود کے پاس بیٹھکر اُن سے بات چیت کرتا اُس کے آخری وقت تک جب وہ اپنے مدعیوں اور حاکم کے حضور ملزم ہوکر کھڑا ہوا اُس کے ہر ایک لفظ اور چہرہ اور عمل میں کوئی ایسی عجیب انوکھی چیز موجود ہے جس سے ہر ایک جو اُس کے نزدیک آتا حس کرلیتا ہے کہ وہ ضرور کوئی اعلیٰ ہستی ہے۔

جب ہم دیکھتے ہیں کہ وہ دوستوں اور دشمنوں سے نہایت استقلال اور خاطر جمعی اور سلامتی کے ساتھ ملتا تاہم اختیار کے ساتھ باتیں کرتا۔ جب مرد وزن اور بچہ کو تعلیم دیتے وقت نہایت ملائمت اور ہمدردی کو کام میں لاتا تاہم حق سے انحراف نہیں کرتا۔ جب خفیہ تنہائی میں شاگردوں کو سمجھاتا اور یہودی تعصب کے عزیز خانگی دایرہ میں زبان کھولتا اور ہم اُس کی آواز سنتے ہیں "میرا کھانا اپنے بھیجنے والے کی مرضی بجالانا اور اُس کے کام کو پورا کرنا ہے کیونکہ میں آسمان سے اپنی مرضی پوری کرنیکو نہیں آیا بلکہ اُسکی مرضی جس نے مجھے بھیجا ہے"۔ جب ہم سنتے ہیں کہ وہ لعزر کی غمزدہ بہن کو فرماتا ہے "میں قیامت اور زندگی میں ہوں وہ جو مجھپر ایمان لاتا ہے اگرچہ وہ مرگیا ہو تو بھی جیئیگا اور وہ جو جیتا ہے اور مجھپر ایمان لاتا ہے کبھی نہ مریگا"۔ جب ہم صلیب کے پاس کھڑے ہوکر اُسکو اُس شخص کی درخواست کا جواب دیتے سنتے ہیں کہ "آج تو میرے ساتھ فردوس میں ہوگا" جو اُس کے ساتھ صلیب پر کھینچا گیا تھا ہم مجبور ہوکر محسوس کرتے ہیں کہ "اِس شخص کی مانند کبھی کسی نے کلام نہیں کیا"۔ اور تھانایل کے ساتھ ہم آواز ہوکر گواہی دیتے ہیں "اے اُستاد تو خدا کا بیٹا اور تو اسرائیل کا بادشاہ ہے" کیونکہ یہہ علم لاثانی اور اُسکا کلام لاثانی ہے۔

مراسلات

هدیۂ عزیز

کُتبِ اسلامیہ سے محمد کے شفیع نہونیکے دلایل قاطعہ

ثالثاً ۔ اگر مان بھی لیں کہ ایک وقت حضرت نے ایسا کہا ہو تو اُس کی ناسخ آیت سورہ نصر میں موجود ہے جو سب سے آخر میں بعد فتح مکہ کے نازل ہوئی بتائی گئی ہے اور جسکے بعد کوئی دوسری آیت سوائے اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ والی آیت کے وہ بھی مشتبہ نازل نہ بتائی گئی وہ آیت آخرہ یہہ ہے فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا۔ یعنے اے محمد اب تو اپنے پروردگار کی حمد میں تسبیح کر اور اُس سے اپنے لئے مغفرت مانگ کیونکہ خدا توبہ کا بڑا قبول کرنیوالا ہے۔ اِس آیت میں محمد نے صاف جتا دیا کہ تم لوگ اپنی شفاعت کی اُمید مجھسے مت رکھو کیونکہ خدا نے مجھے صرف اپنے ہی لئے مغفرت مانگنے اور توبہ کرنیکا حکم دیا ہے۔ بقول لیکچرر آپ کو درماندے دوسرے کی شفاعت کیا۔

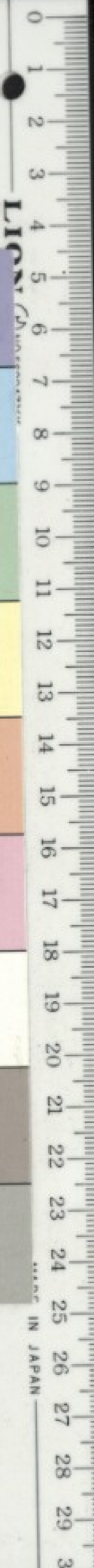
رابعاً ۔ جب قرآن میں یہہ موجود ہے کہ ساری شفاعت اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے قُلْ لِلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِیْعًا (زمر ع ۵) اور پھر یہہ کہ اللہ کے سوا کوئی دوسرا شفیع نہیں مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا شَفِیْعٍ (سجدہ ع ۱) تو حضرت محمد کو تو کوئی محمدی بھی شفیع نہیں مانتا پھر اُنکو شفیع کیوں مان بیٹھے ہو بیچارہ محمد تو صاف کہتا ہے کہ سوا خدا کے تمہارا کوئی دوسرا شفیع نہیں۔

خامساً ۔ قرآن میں سوا خدا کے عباد مکرمون کو یعنے مقرب بندوں کو بھی شفیع بتایا ہے وَلَا یَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی کہ نزدیک بندے خُدا کے اُسی کی سفارش کرینگے جس سے خدا راضی ہوگا۔ (الانبیاء ع ۲) تو کچھ خصوصیت شفیع ہونے کی حضرت محمد کی نہ رہی جو تم محمد ہی کو اپنا شفیع مان بیٹھے ہو۔

سادساً ۔ حضرت محمد نے کہیں کسی آیت میں یہہ دعوے نہیا کہ میری یا کسی کی شفاعت قبول بھی ہوگی بلکہ بار بار کہا ہے کہ وَلَا یُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ یعنے قیامت میں کسی کی شفاعت قبول نہوگی۔ پھر شفاعت سے نجات کا یقین کیونکر ہو ع ایں خیال است و محال است و جنوں۔

سابعاً ۔ شفیع المذنب کو حضور خداوندی میں پہلے اپنے ہی حفظ و اماں کا پورا یقین ہونا چاہیے کیونکہ بغیر اِس کے وہ سفارش گنہگار کی حضور میں کر نہیں سکتا اور حضرت محمد کو تو اپنے حفظ و اماں کا یقین ہی نہ تھا کیونکہ حضرت محمد نے کہا ہے کہ خدا کی قسم باوجود اِس کے





کریں رسول خدا ہوں میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ کیا کیا جاویگا وَاللّٰہِ لَا اَدْرِیْ وَاَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ۔ (رواہ البخاری عن ام العلاء الانصاریہ) اور پھر ایکروز حضرت نماز تہجد میں اس قدر روئے کہ روتے روتے صبح ہو گئی اور بلال موذن نے مسجد میں اذان بھی دیدی مگر حضرت روتے ہی تھے اور اتنا روئے تھے کہ داڑھی اور سامنے سینہ پر کا کپڑا اور جائے نماز سب بھیگ گئے تھے جب دیر ہوئی تو حضرت کی وہ پیاری بیوی جنکے جانے سے وہ خود نماز ہی کی حالت میں آکر حجرے کا کواڑ کھول دیا کرتے تھے یعنی بی بی عائشہ اندر گئیں اور حضرت کا یہ حال دیکھکر خاموش کھڑی رہیں جب حضرت نماز سے فارغ ہو گئے تو عائشہ نے اُس رونے کا سبب دریافت کیا۔ تو اُنہوں نے جواب دیا کہ معلوم نہیں خدا میرے ساتھ کیا کریگا والسلام

ثامناً۔ حضرت محمد کا شفیع ہونا اُنکی معصومیت پر منحصر ہو کیونکہ کوئی گنہگار کسی دوسرے گنہگار کی سفارش حاکم کے سامنے کر نہیں سکتا اور اگر کرے تو عبث کام ہو گا کہ مقبول نہ ہو گی حضرت محمد نے تو قرآن کی آیتیں اپنی گنہگاری کے بارے میں سنادی ہیں سورہ المومن رکوع ۶) میں ہو۔ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ بِالْعَشِیِّ (ترجمہ) گنہگار یعنی اے محمد تو تحمل کر کہ وعدہ خدا کا سچا ہو اور تو اپنے گناہ کی معافی چاہ اور اپنے پروردگار کی حمد میں تسبیح کر صبح و شام۔ اور پھر سورہ الفتح (ع ۱) میں ہو اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا لِّیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ یعنے بیشک ہم نے تجھکو ظاہر فتح دی ہو (معلوم نہیں کہ ہم نے کہنے والا اسجگہ کون ہو) کیونکہ آگے ہو کہ تاکہ تیرے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کر دے۔ اور پھر سورہ نصر میں ہو وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ کَانَ تَوَّابًا۔

تاسعاً۔ حاکم کے نزدیک شفیع کی معصومیت ثابت ہونی ضروری ہی اور حضرت محمد کو تو خدا (قرآن ہی کے بموجب) گنہگار جانتا اور بتلا رہا ہو جیسا کہ اوپر کی تینوں آیتوں سے ظاہر ہو کہ خدا فرماتا ہو کہ اے محمد تو اپنے گناہوں کی معافی مانگ۔ اگر خدا کے نزدیک حضرت محمد گنہگار نہوتے تو ایسا کیوں حکم دیا جاتا۔

پس جب حضرت محمد کی شفاعت سے بچنے کی اُمید بھی غلط و عبث ثابت ہو تو اب دین محمدی میں ہونیسے کیا فائدہ دین کا نہیں حاصل ہو گا۔ اور جس دین سے نجات کا یقین نملے وہ ہرگز دین اسلام اور خدا کا دین وابدالاباد تک قایم رہنے والا دین نہیں ہو۔ اب اگر قرآن کی تلاوت بنظر غور کروگے تو تمہیں صاف معلوم ہو جائیگا کہ حضرت محمد نے بتادیا ہو کہ قیامت تک قایم رہنے والا دین اور خدا کے نزدیک غالب دین دین عیسوی ہو۔

حبیب۔ بہتر آج تو بہت دیر ہو گئی ہو اور نماز بھی قضا ہو گئی اس لئے زیادہ گفتگو کا موقعہ نہیں ہو اب بشرط حیات انشاء اللہ تعالیٰ اس بارہ میں کل چار بجے شام سے گفتگو کرینگے۔

مضطر۔ جزاک اللہ بارک اللہ۔ میں حاضر ہوں جب آپ چاہیں مجھے اس امر کے لئے طلب فرمالیں۔ مگر برادر آج تو میں نے تمہیں بہت ستایا معاف کر دینا کیونکہ یہ اقتضائے محبت کے سبب میں نے نہایت ہی بے تکلفی سے باتیں کیں اور اُمید ہو کہ کسیقدر تمہارے ذہن میں بھی کچھ باتیں آئی ہیں۔

حبیب۔ نعوذ باللہ۔ ایسا نام نہ لینا۔

مضطر۔ ماشاء اللہ۔ آپ مجھے بھی اُڑاتے ہیں۔ میں نام تو نہ لونگا مگر کون ذی ہوش و ذی علم ہو جو انہیں سمجھ نجاوے اور دل میں از حد جویاں نجات دہندہ کا نہو جاوے۔ اچھا۔ خدا اپنا فضل کرے۔ کل ضرور آنا۔ اب فی امان اللہ والسلام۔

حبیب۔ کیوں بھائی خسرو۔ اب تم بھی اجازت دیتے ہو یا نہیں۔

خسرو۔ ہو ہو۔ یہ کس زبان سے کہوں کہ آپ تشریف لیجائیں کیونکہ مصرعہ رُخِ گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد اور زیادہ تکلیف بھی نہیں دیسکتا اس لئے تسلیم۔ مگر کل ضرور تشریف لاویں۔

حبیب۔ انشاء اللہ ضرور حاضر ہونگا تسلیم۔

الغرض اُسوقت رات زیادہ ہو گئی تھی۔ گیارہ بجا چاہتا تھا اس لئے میں اور مضطر دونوں ایکدوسرے سے عہد و پیمان ملاقات بر ساعات معہودہ لیکر رخصت ہوئے اور اپنے اپنے گھر کو گئے۔

باب دُوم

قرآن سے دین عیسوی کا دین قیم و دین اِسلام ہونا اور یسوع مسیح کا اللہ ہونا ثابت ہو جانا

آفتاب نے ابھی چہرے پر نقاب ہی ڈالا تھا اور آپ گھر نے ابروے سیمیں تناں پر کچھ ہی قرار پکڑا تھا کہ حضرت مضطر نے آکر دروازے پر دستک دی اور پکارا کہ بیت۔ خسرو عیش بنیا سے اب ہاتھ دھو۔ وصل مولا کے پانے کو تیار ہو۔ میں بھی تیار ہو کر فوراً باہر نکل آیا اور ہم دونوں بعد سلام و کلام ضروری کے سیدھے کی طرف راہی ہوئے۔ منزل مقصود پر پہنچکر دوسری جانب جو نگاہ اُٹھائی تو مولوی حبیب اللہ کو با چند ہمراہیاں بافرحت و فرحت دیکھا جن میں سے بعض صاحب کچھ چھوٹی بڑی کتابیں بغل میں دابے گویا بوریہ بستہ سنبھالے چلے آتے تھے۔

مضطر۔ خسرو چلو آگے پیشوائی کریں۔

ہم دونوں آگے بڑھے اور مضطر نے سلام میں یوں سبقت کی کہ۔

مضطر۔ یَا حَبِیْبِیْ حَبِیْبُ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَعَلٰی مَنِ اتَّبَعَکَ۔ (یعنے تم کو اور تمہاری پیروی کرنے والوں کو سلام)

حبیب۔ وَعَلَیْکُمَا السَّلَامُ۔ مزاج شریف (دعا تھہ ملاکر)

مضطر۔ بکرم اللطیف۔ بھائی آج تو تمہارے ساتھ آیت کَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا کی تفسیر یا تصویر نظر آتی ہے

دھمکی کر معلوم ہوتا ہو کہ آج خوب تیار ہو کر آئے ہو۔ خیر سو

آں زمین ہاشم کہ روز جنگ مبینی پشت من

آں ہنم کاندر میانِ خاک و خوں بینی سرے

حبیب۔ ماشاء اللہ۔ خونِ ہاشمی کا جوش کہاں جائیگا آخر اُسی نسل سے تو ہو۔

مصطر۔ آہ حبیب۔ شعر۔ سوختہ گرد آتشِ گل چون مرا۔ جز جلالش کسے یافت نے بوئے من۔ بہرکیف اب یہہ بتاؤ کہ کل جسقدر باتیں ہوئیں اُنسے تمہیں کچھ سود ہوا یا نہیں۔

حبیب۔ سود تو کیا ہونا تھا البتہ زیان یہہ نظر آیا کہ میرے خیالات منتشر و پریشان ہو گئے حتی کہ سر میں درد ہو گیا۔ اب آج میں اثبات نبوت و رسالت آنحضرت صلعم تم پر ظاہر کرونگا مگر قبل اس کے مجھے تم سے ایک بات یہہ دریافت کرنی ہو کہ تم نے جو کہا تھا کہ قرآن ہی سے دین عیسوی کا تا قیامت قائم رہنیوالا دین ثابت ہو یہہ کہاں سے اور کیونکر سمجھ لیا ہو۔

مصطر۔ بہت اچھا سنو۔ مگر میرے پاس تو کوئی کتاب کاغذی اس مسافرت میں ہے نہیں میں نشان بتاتا ہوں۔ آیت پڑھ دیتا ہوں۔ تم براہ مہربانی اپنی کتاب میں نکالو اور دیکھو سورہ آلعمران ع ۱۴) إِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَىٰ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ

یعنے اللہ نے فرمایا کہ اے عیسی میں ضرور تجھے وفات دونگا اور اپنے پاس تجھے اٹھاؤنگا اور تجھے اُن لوگوں سے جنہوں نے تیرا انکار کیا ہو اور میں اُن لوگوں کو جنہوں نے تیری پیروی کی قیامت تک اُن لوگوں پر فوق رکھونگا جنھوں نے تیرا انکار کیا۔

اِس سے صاف معلوم ہوتا ہو کہ عیسی کے متبعین تا قیامت ہوتے رہینگے کیونکہ اُن لوگوں کی جو اُس وقت موجود تھے حشر تک اس جہان میں ہونیکی کوئی صورت و امید و خبر نہیں ہو۔ اور جو عیسی کے متبع ہونگے وہی عند اللہ و انسانوں میں فوق و بزرگ ہیں۔ اور جو عیسی کے متبع نہیں اُنہیں (اسی آیت میں) کافر عند اللہ بتایا گیا ہو

پس چونکہ متبعین عیسی کا بغیر قیام دین عیسی کے قیامت تک قائم رہنا ہو نہیں سکتا اور اللہ کا وعدہ دروغ ہو نہیں سکتا اس لئے دین عیسوی تا قیامت قائم رہنے والا دین ثابت ہوا۔

حبیب۔ عیسی کے متبعین وہی ہیں جو اُس کے حکم کو ماننے والے ہیں۔ اور عیسی یہہ خبر دے گیا کہ میرے بعد احمد یعنے محمد آتا ہو اُس کی فرمانبرداری تم کرنا۔ پس جو لوگ آنحضرت صلعم کی سنتے ہیں وہی عیسی کے بھی متبع ہیں اور جو آنحضرت صلعم کی نہیں سنتے وہ کافر ہیں۔

مصطر۔ یار من قبل اس کے کہ تم اس بات کا ثبوت دو کہ عیسی نے محمد کی آمد و تبعیت کی خبر دی ذرا سوچو تو کہ متبع مقتدی اپنے مطاع امام کے نام سے منسوب ہوتا ہو۔ اگر محمد کی تبعیت عیسی کی عین تبعیت ہوتی تو محمد کی اُمت عیسوی کہلاتی نہ کہ محمدی اور محمد بھی عیسی کا متبع کہلاتا نہ کہ ایک خاص و جدا امام۔ مثال اُسکی یوں ہو کہ ایک مالک ملک نے اپنی رعیت سے کہا کہ میں تو اب جاتا ہوں اور بار بار تمہارے پاس نہ آؤنگا بلکہ اب میرا آنا صرف یوم الفصل کو ہوگا مگر اس درمیان میں میرے بعد زید آئیگا اور میری باتیں تمہیں بتائیگا تم اُس کی ماننا۔ اسکا مطلب یہہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ جب تم زید کی تابعداری میرے حکم کے بموجب کروگے تو میرے نام کو چھوڑ کر اُسی زید کی رعیت کہلاؤگے اور اُسی کے نام کی طرف منسوب ہوگے۔ اور نہ اُس کا یہہ مطلب ہو سکتا کہ زید میرا تابعدار اور فرمانبردار نہ ہوگا بلکہ خود سر مالک میرے خلاف قانون مقرر کرنے والا اور حکم کرنے والا ہوگا۔

اِس لئے جب تم لوگ جو محمدی ہو محمد کو عیسی کا متبع و فرمانبردار نہیں مانتے اور نہ تم عیسی کے نام سے منسوب کئے جاتے اور نہ عیسے کے قوانین کو مانتے تو ہرگز عیسے کے متبع نہ ٹھہرے بلکہ اغلب باغی عیسے۔

دیو دھرمیوں کی راہ نجات

معلوم رہے کہ دیو دھرمیوں کی تعلیم کے مطابق ہر ایک پاپی کہ دنیا میں پاپ جیون سے نکلکر نئی زندگی اور پاکیزگی اور دیو جیون پاکر سچے پرمیشور کو حاصل کر سکتا ہو۔ اور اس پر دیو دھرمیوں کے پیغمبر کا دعوی یہہ ہو کہ ہم پر پرم دیو پرمیشور نے عالمگیر روحانی قوانین ظاہر کئے ہیں۔ سوال یہہ ہو کہ اس سے پیشتر کہ یہہ روحانی قانون در راہ نجات آپ پر ظاہر ہوا کیا دنیا میں یہہ تعلیم کھلم کھلا موجود نہ تھی اور کروڑ ہا آدمی اسی بنیاد پر نئی زندگی کی عمارت بنائے ہوئے نہ تھے ہندو مسلمانوں کو جانے دیجئے کیونکہ اُن کی دھرم پستکوں اور مذہبی کتابوں میں اس نعمت غیر مترقبہ کا ذکر نہیں پایا جاتا۔ الاول الذکر یعنے ہندو کچھ تو آواگون کے چکر میں پڑے ہیں اور کچھ اواپاشا اور تپیشیا کے دوارا اس جہان سے کوچ کرنیکے بعد اپنے پاپوں کی چھما یقین کرتے ہیں اُن کے نزدیک مکت میں پوترتائی لازمی اور ضروری حصہ نہیں ہو کیسا ہی بدکار ہندو کیوں نہو معافی پاتا ہو کچھ پاس ہو جاتا ہو۔ اور جو اسپر دان پن تیرتھ کو زیادہ کرتے ہیں اُن کے خیال میں ہر ایک ستوفی کا پس ماندہ عزیز قریب اس کشتالی کو پار کر سکتا ہو۔ رہے مسلمان لوگ اُن کے خیال میں نیکی بدی کو ہضم کر جاتی ہو اور جو کچھ اس سے بچے وہ اُن کے پیغمبر محمد صاحب کی شفاعت اُڑا دیتی ہو اور گنہگار مومن خواہ وہ کیسا ہی بدکیش اور بداندیش کیوں نہو قالب چھوڑتا ہی فردوس بریں میں حور و غلمان کے ساتھ رنگ رلیاں مچاتا ہو۔ غرضیکہ یہہ دونوں مذہب اور اُن کے متفرق فرقہ نجات کے دوسرے حصہ سے محض بے پرواہ ہیں۔ تو پھر ہم یہہ دریافت کرتے ہیں کہ اس اُنیسویں صدی میں آپ پر یہہ روحانی قانون کیونکر منکشف ہوا کیا یہہ سچ ہو کہ پرم دیو پرمیشور نے یہہ اسرار آپ پر کھولا لیکن یہہ محض خدائے پاک پر افترا ہو کیونکہ یوحنا کی انجیل کے ۳ باب ۳ آیت میں خداوند یسوع مسیح نے نقودیموس یہودیوں کے ایک سردار سے کلام فرماتے ہوئے یہہ روحانی قانون بیان کیا کہ میں تجھ سے سچ سچ کہتا ہوں اگر کوئی سر نو پیدا نہو تو وہ خدا کی

بادشاہت کو دیکھ نہیں سکتا الخ؛

ع۔ چہ دلاور است۔ دزدے کہ بکف چراغ دارد ؛ میرے جی سے آگ لائیں نام دھرلے سُسندر۔ نقل ہو کہ دربار شہنشاہ اکبر میں فیضی ابوالفضل اور اُن کے ایک غلام کے قوت حافظہ کے سبب سے کوئی شاعر فروغ نہ پاتا تھا کہتے ہیں کہ فیضی کو ایک بار میں اور ابوالفضل کو دو بار میں اور اُن کے غلام کو تین بار میں کیسا ہی لمبا چوڑا قصیدہ کیوں نہو یاد ہوجاتا تھا جہاں کسی شاعر نے بامید انعام کوئی قصیدہ بادشاہ کی صفت میں پڑھا تو فیضی کہتا کہ حضور یہہ تو میری تصنیف ہے اور جھٹ سنا دیتا اس دوسری بار کے پڑھنے میں ابوالفضل گواہ بنجاتا کہ جہاں پناہ مجھے یاد ہے اور فرفر سُنانے لگتا تیسری بار کے سُنانے میں دوسرا گواہ غلام کہتا کہ قبلہ عالم مجھے بھی ازبر ہے اور حرف بحرف سنا دیتا شاعر بیچارہ شرمندہ ہوکر دربار سے نکالا جاتا۔ اتفاقاً عرفی نامور بھی وارد ہوئے اُنہوں نے فیضی کی چوری یوں گرفت کی کہ ایک روز اکبر کے بیٹے شہزادہ سلیم کی صفت میں ایک رباعی تصنیف کرکے عین دربار میں سنانا شروع کی اور ایک ایک مصرع سنا کر بادشاہ سے کہتا کہ حضور فیضی سے دریافت کرلیں کہ انکا تصنیف تو نہیں ہے اور فیضی جب تک سن نہ لے کیونکر کہے کہ میری تصنیف ہے آخرکار بادشاہ پر ظاہر ہوگیا کہ حافظوں کی چالاکی سے فیضی اوروں کی محنت برباد کردینا چاہتا ہے بقول شخصے سو سُنار کی اور ایک لہار کی چوتھا مصرع رباعی کا فیضی نہ سُنا سکا اور شرمندہ ہوا اسی طرح دیو دھرمی پیغمبر جن کو مکھی کی طرح ہر بُرے بھلے پھول سے شہد اُٹھا لینے کا چسکا پڑا ہوا ہے جہاں کہیں عمدہ تعلیم دیکھی اپنی تصنیف میں دوسرا رنگ چڑھا کر یوں کہدیا کہ ہم پر پرم دیو پرمیشور نے ظاہر کیا اور اُنکی اس ہرزہ گی پنے کا ثبوت خود اُنکا یہہ قول ہے کہ جہاں پرمیشور نے یہہ بھی بتلا دیا ہے کہ جہاں کہیں اور جس ملک میں انسان جس درجہ اُن کے اندر سے گذرا ہے اور جان بوجھکر یا بیخبری سے اُنکی پیروی کرنیکے لائق ہوا ہے اُس درجہ اُس نے روحانی زندگی پائی ہے الخ اب ہم دیو دھرمی پیغمبر صاحب سے دریافت کرتے ہیں کہ مسیحیوں کو چھوڑ کر جس مُلک یا جہاں کہیں کا کوئی ایسا شخص کبھی ہوا ہو براہ مہربانی اُسکا نام معہ پتہ سکونت اور اُسکی نفسانی اور روحانی زندگی کا حال تشریح وار بتا دیجئے جہاں تک ہم نے تواریخی مذہبی کُتب معائنہ کی ہیں وہاں تک آپکا دعویٰ محض بے دلیل ہے مخفی نہ رہے کہ بہ نسبت عام انسانوں کے وہ تمام انسان جو کسی نہ کسی مذہب کے بانی کہلاتے ہیں ہزاروں سے ہر ایک امر میں مُمتاز خیال کئے جاتے ہیں اور درحقیقت اگر بانیان مذہب ہی نار است ٹھہریں تو اوروں کا کیا حال ہوگا جو محض مطالعہ فطرت کرتے ہوئے فیلسوفی لباس میں کتنے خاص مسئلہ پر عمدہ رائے رکھتے ہوں لیکن رائے رکھنا اور ہے اور روحانی زندگی حاصل کرنا اور ہے بقول شخصے

واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر میکنند

چوں بخلوت میروند آں کار دیگر میکنند

پس اگر ہمنے دیکھے ہندو محمدی مذہب روبرو ہیں اگرچہ ہندو مذہب کا کوئی ایک خاص شخص بانی نہیں بلکہ جتنے مُنی اُتنے مت ضرب المثل ہے تو بھی اگر رام و کرشن برہماش و وشن وغیرہ کسی شمار میں ہوں تو اُن کے افعال ایسے نہیں ہیں کہ جنکو ہم روحانی زندگی یافتہ خیال کرسکیں علیٰ ہٰذا القیاس بانی اسلام محمد عربی کے افعال کثیر الازواجی متعہ اور حرم بازی وغیرہ* روحانی زندگی کے سرتا سر خلاف ہے پس جب بانیوں کا یہہ حال ہے تو اُنکی اطاعت کرنے والوں کا کیا کہنا۔ بڑے میاں تو بڑے میاں چھوٹے میاں سُبحان اللہ۔ اور ہمارے مخاطب دیو دھرم کے پیغمبر اسی ہندو مذہب کی ذرا جھٹی ہوئی ایک شاخ ہیں تو اُن میں بدرجہ اولیٰ یہہ روحانی زندگی ندارد ہے پھر کیونکر ہوسکتا ہے کہ پرم دیو پرمیشور نے اُن پر یہہ قانون ظاہر کیا بجز اس کے کہ مندرجہ صدر انجیل سے اُڑا کر بہ تبدل الفاظ اپنی تحریر میں لکھ مارا اور نہ بقول دیو دھرمی کیونکر کوئی پاپی اسی دنیا میں پاپ جیوں سے نکلکر نئی زندگی اور پاکیزگی حاصل کرسکتا ہے پس ثابت ہوا کہ یہہ آدھی تعلیم انجیل سے چرائی اور آدھی نہیں اُڑائی اس واسطے کہ ہندوؤں میں پیغمبر کیونکر بن سکتے اب آئیے ہم آپکو بتاتے ہیں کہ یہہ روحانی زندگی گنہگار انسان کیونکر حاصل کرسکتا ہے اس دنیا میں دیکھو یوحنا رسول کا قول کہ خدا نے ہمیشہ کی زندگی ہمیں دی اور یہہ زندگی اُس کے بیٹے میں ہے یوحنا کا خط اول ۵ : ۱۲ جسکے ساتھ بیٹا ہے اُس کے ساتھ زندگی ہے الخ پھر پولوس رسول فرماتا ہے کہ میں مسیح کے ساتھ صلیب پر کھینچا گیا لیکن زندہ ہوں پر تو بھی میں نہیں بلکہ مسیح مجھ میں زندہ ہے اور میں جو اب جسم میں زندہ ہوں سو خدا کے بیٹے پر ایمان لانے سے زندہ ہوں خط گلتیوں کو ۲ : ۲ اس سے ثابت ہوا کہ مسیحیوں میں یہہ نئی انسانیت حقیقی نئی زندگی اور پاکیزگی ہے اور خود باپ سے پاک ہے۔ فی الحقیقت مسیح ہی کی تاثیر ہے۔ لہٰذا کوئی بغیر وسیلہ بیٹے کے باپ کو نہیں حاصل کرسکتا اور یہی اُس رباعی کا چوتھا مصرع ہے جس نے فیضی کی مانند دیو دھرمی صاحب آپ کے روحانی زندگی کی تعلیم کے سرقہ کو کھول دیا اور سب پردہ فاش ہوگیا زیادہ کیا لکھوں ؛

الراقم

ک۔ ن

شعر و سخن

غزل مضطر

الٰہی جدائی تری ہم نہ دیکھیں ؛
ترے قہر کی شکل اعظم نہ دیکھیں ؛
یہہ کیسی ہے اُلفت کہ باہم نہ دیکھیں ؛
ہمیں تم تو دیکھو تمہیں ہم نہ دیکھیں ؛
یہی ہے مسیحا تمنا ہماری ؛ ؛
جدا آپ کو تجھ سے اِک دم نہ دیکھیں ؛
دلا اب وہ بستی تو ہی ہے ہماری ؛
جنہیں کیسے تجکو جو مرہم نہ دیکھیں ؛
بقا ہے ہمیشہ کی تجھ میں دلا را ؛



دُعا ہی کہ فرقت تیری ہم نہ دیکھیں ؀
غضب کی نظر ہو تیری سوت عاصی -
تیری ہم سو چشم ارحم نہ دیکھیں ؀
یہہ ناسور دل ہم کسے یاں دکھائیں ؀
جو تیرے سوا کوئی مرہم نہ دیکھیں ؀
بھروسا ہمارا ہی تجھپر سدا رب ؀
ندامت کے اب چاہ او ہم نہ دیکھیں ؀
نگاہِ ملطف تو رکھہ ہم پہ مولا ؀
کہ ابرو پہ تیرے کبھی خم نہ دیکھیں ؀
اُٹھائے ہیں فرقت کے صدمے بہت دن ؀
یہ اب ہم کبھی یہہ دلا غم نہ دیکھیں ؀
وصل دیا تونے اپنا ہمیں ہو ؀
تو اب گاہے فرقت کا عالم نہ دیکھیں ؀
اماں میں تیرے آئے مضطر میں لطفاً ؀
کہ درد و مصیبت لعالم نہ دیکھیں ؀
بلالے تو مضطر کو اپنے قریں اب ؀
کہ دنیا میں ساعات درہم نہ دیکھیں ؀

واقعات اور رائیں

جلسہ الوداعی پادری جی - اے - سمتھہ صاحب مشنری پٹست مشن کھرڑ

شاید ناظرین پادری اسمتھہ صاحب کے نام سے واقف ہونگے جنہوں نے کئی ایک رسالے روحانی زندگی بسر کرنیکے قاعدے اور طریقہ پر لکھے ہیں اور جو عرصہ ۷ سال سے اِس مُلک میں پٹست مشن کے متعلق تحصیل کھرڑ میں کام کر رہے تھے صاحب موصوف کے والد صاحب پٹست مشن کے سب سے پُرانے مشنریوں میں سے ایک ہیں جو مدت سے مقام شملہ میں تعینات ہیں اور ایک مشہور مشنری ہیں - پادری سمتھہ صاحب نے جو کام علاقہ کھرڑ اور اُس کے قرب وجوار میں کیا ہے وہ خود اُنکی محنتوں اور کوششوں کا اظہار زبان بلند کر رہا ہے - غرضیکہ صاحب ممدوح نے اس تمام علاقے میں دین مسیحی کے پھیلانے اور تعلیم و تربیت کے دینے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا - اب اُنکے اتنے عرصے کے کام و محنت کا نتیجہ ظاہر ہونے لگا تھا اور لوگ اُن کے وجود کو غنیمت گننے لگے تھے اور اُنکی محنتوں اور جانفشانیوں کو دیکھکر اُن کی زیادہ وقدر لوگوں کے دلوں میں جگہہ پکڑنے لگی تھی لیکن اب ہی وہ وقت آپہنچا کہ صاحب اپنے مُلک کو رخصت پر تشریف لیجاویں - اور اس کام کو دوسروں کے سُپرد کریں - معلوم ہوتا ہو کہ یہ جدائی تمام مسیحیوں کے دلوں میں شاق گذرتی ہو - اور اس سے چھوٹے اور بڑے کو ازحد رنج پیدا ہوا ہو - اور سب کی زبان سے افسوس اور غم کی باتیں سُنی جاتی ہیں - پادری صاحب کے ولایت کو چلے جانیسے ایک روز پیشتر مقام کھرڑ میں کارگذاران مشن کی طرف سے ایک جلسہ منعقد ہوا جس کے چیرمین پادری ڈاکٹر تامس صاحب ہوئے اِس میں ایک اڈریس بابو تھانیل صاحب نے پڑھکر سُنایا - جس میں صاحب موصوف کی حُسن خدمات کا مختصر بیان اور اُن کی مہربانیوں کا شکریہ تھا اور اِس جدائی کے تعہ کا رنج کے ساتھہ اظہار تھا جس کے سُننے سے اکثروں کے آنسو بہہ نکلے اور اڈریس کے سُنانے کے بعد کئی ایک ہندوستانی کپڑے جو پیشتر سے تیار کئے گئے تھے صاحب کی نذر کئے گئے اور اڈریس کا جواب صاحب نے محبت اور غم کے بھرے ہوئے فقروں کے ساتھہ دیا جس کے سُننے سے جماعت کے دل بھر آئے اور بہت تو زور زور سے آنسو بہا بہا کر رونے لگے - اس موقعہ کو دیکھنے سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ پادری صاحب کا جماعت کے ساتھہ اور جماعت کا اُن کے ساتھہ کس قدر پیار اور محبت ہو - اِس کے بعد دُعا کی گئی اور بابو لعل چند صاحب نے دُعا مانگی - اور دُعا میں بابو صاحب نے نہایت آہ وزاری کے ساتھہ خدا سے سفر بخیر ہونے اور سلامتی سے اپنے مُلک میں پہنچنے اور خیریت سے واپس آنے وغیرہ وغیرہ کی بابت سرگرمی اور جوش دلی سے منت کی - اور جسے بعد گیت بھی گایا گیا - اور دُعا کے بعد جلسہ برخاست ہوا ؀

پادری جی - اے - اسمتھہ صاحب کی غیر حاضری میں پادری ہسلر صاحب جو اس سے پیشتر شہر دہلی میں کام کرتے تھے اور پادری ڈاکٹر تامس صاحب کام کرینگے ہر دو صاحبان بھی نہایت محنتی اور خلیق معلوم ہوتے ہیں اور اُمید ہو کہ دونوں صاحبان کی زیر نگرانی اِس مشن کا کام اور بھی زیادہ ترقی پکڑیگا ؀

آفسوس نامۂ رنج

جُدائی تیری کس کو منظور ہو
زمیں سخت ہو آسماں دور ہو

ہم بہت افسوس کے ساتھہ اِس بات کا ذکر کرتے ہیں - کہ گذرہ ضلع گورداسپور کے ہاسپٹل اسسٹنٹ ڈاکٹر نعمت خاں صاحب جنہوں نے اتنی مدت یہاں پر کاٹی ہو اب دینانگر تبدیل ہوگئے ہیں - اہل قصبہ کو سخت رنج ہو - اُنہوں نے ڈپٹی کمشنر صاحب کی خدمت میں ایک محضر نامہ پیش کیا اور ڈاکٹر صاحب موصوف کے ساتھہ ہر طرح کی ہمدردی کرنیکو تیار رہیں - ہم کو تو افسوس اِس بات کا ہو کہ کونسا ڈاکٹر مشن کا ایسا خیر خواہ آویگا - ڈاکٹر صاحب موصوف غریب سے غریب عیسائی کے گھر نہایت شوق کے ساتھہ جایا کرتے تھے - اور مجھکو کوئی ایسا موقعہ یاد نہیں جب ڈاکٹر صاحب موصوف نے ایسے موقعہ پر انکار کیا ہو - رات ہو دن ہر وقت مدد کیلئے تیار تھے پادری فرخ مسیح صاحب نے اثنائے گفتگو میں ذکر کیا کہ اگر مشن کا



ہسپتال بہانہ کھل جاوے تو بھی عیسائیوں کو ایسا آرام نہیں ہو سکتا۔ ہم عیسائی بڑے رنج کے ساتھ افسران بالا دست کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب جیسے قصبے کے خیر خواہ نہیں آوینگے۔ انکو یہاں سے تبدیل نہ کیا جاوے ✦

گر قبول افتد زہے عز و شرف ✦

عیسائیونکا۔

ری پریذن سے ٹو۔

پاسٹروں کی ضرورت

آجکل دیسی کلیسا کی ظاہری حالت پر غور کرنے سے عجیب لاپروائی و سستی نظر آتی ہے۔ لوگوں میں سرگرمی و مستعدی ایسی نہیں جیسی کہ چاہئے۔ بیشک دنیاوی معاملات میں گوئے سبقت لیجارہے ہیں اور روز بروز تحصیل علوم میں انکی سعی و کوشش دنیا کی اطراف میں نمایاں ہے۔ چنانچہ ہر ایک صوبہ سے دیسی عیسائی لڑکے اور لڑکیوں کا۔ ایف۔ اے۔ بی۔ اے۔ اور ایم۔ اے۔ کے امتحانوں میں کامیاب ہونا اس امر کا ایک کافی ثبوت ہے کہ دیسی کلیسیا کس قدر ترقی کر رہی ہے ✦

یہ تو نہایت شکر گذاری کا مقام ہے لیکن انکی روحانی حالت غور طلب ہے۔ بیشک کالجوں میں مذہبی مضامین پر کچھ سننے کا عمدہ موقعہ ملتا ہے جس سے روحانی تر و تازگی قایم رہتی ہے لیکن جب کالج کو چھوڑ کر دوسرے کام پر مامور ہو جاتے ہیں تو ایسے لیکچروں کے فوائد سے محروم رہجاتے ہیں۔ اور جسکا نتیجہ یہہ ہوتا ہے کہ گل مرجھا جاتا ہے۔ اب یہہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ انکی سرگرمی قایم رکھنے اور بڑھانے کے لئے کیا کیا تدابیر عمل میں لائی جاہئیں ✦

بندہ کے خیال میں لایق پاسٹروں کا ہونا نہایت عمدہ علاج ہے۔ اور جس جگہہ یہہ بات ہوگی وہاں کی کلیسیا میں سرگرمی پائی جائیگی ✦

لیکن افسوس کا مقام ہے کہ ہماری چند کلیسیاؤں میں اس امر کے بارہ میں غفلت دیکھی جاتی ہے چنانچہ امرتسر میں دیسی پاسٹر نہیں یا اسسٹنٹ پاسٹر کی علمی استعداد کلیسیا کے مناسب حال نہیں۔ پھر لاہور جو پنجاب کا دار الخلافت ہے وہاں ابھی کوئی دیسی پاسٹر نہیں حالانکہ جماعت اچھی ہے۔ اسسٹنٹ پاسٹر کا یہاں پر بھی وہی حال ہے جو امرتسر کا ہے ✦

ناظرین با تمکین خیال کر سکتے ہیں کہ جب نمونہ ایسا ہو تو اُس کی دینی و دنیاوی تعلیم کا کیا اثر پڑیگا ✦

پس جبکہ ایسا بڑے بڑے شہروں میں یہہ حال ہے تو اوروں کی بابت قیاس ہی کافی ہے شاید کوئی صاحب اعتراض کرے کہ لایق پاسٹر کہاں سے لائیں۔ اسکا جواب یہہ ہے کہ دیہاتی مشنریوں میں سے ڈھونڈھنے سے لایق آدمی مل جاینگے۔ کلیسیا کی روحانی مضبوطی پاسٹروں سے بہت کچھ تعلق رکھتی ہے۔ چرچ کونسل اور کانفرنس کے الحاق کرنے کی تجویز سستی و سرگرمی کا نتیجہ ہے۔ اگر امرتسر کی کلیسیا میں اس کے بارہ میں عمدہ انتظام ہو تو دوسری کلیسیاؤں کے لئے نہ صرف عمدہ نمونہ ہوگا بلکہ پژمردگی دفعہ ہو جائیگی اور سرسبزی و ترقی نظر آئیگی ✦

راقم

اے۔ بی۔ سی۔

راجپوتانہ میں ڈائمنڈ جوبلی کی دھوم

آجکل اضلاع راجپوتانہ میں ڈائمنڈ جوبلی کی خوب تیاریاں ہو رہی ہیں اہل ہنود و اہل اسلام بھی اپنی وفاداری دکھا رہے ہیں۔ علاوہ ان کے مسیحان راجپوتانہ بذریعہ انڈین کرسچن ایسوسی ایشن اجمیر کے شب و روز آن مجسٹی کی جوبلی کے لئے دور اندیش ہو رہے ہیں۔ اس خاص اہم کام کیلئے و نیز چندہ جمع کرنیکے لئے مسٹر بی۔ کے۔ سرکار صاحب۔ ہیڈ ماسٹر۔ یو۔ پی مشن ہائی سکول اجمیر۔ و مسٹر اے۔ فارس صاحب ہیڈ ماسٹر صاحب میتھوڈسٹ بورڈنگ مڈل سکول اور شری بابو جوگیندرا ناتھ سیل صاحب۔ ہیڈ ماسٹر فورڈم سکول اجمیر۔ ۲۲ اپریل کو ایک معمولی جلسہ انڈین کرسچن ایسوسی ایشن کا منعقد ہوا تھا اس میں علاوہ ہمارے خاص ممبران کے کئی ایک وزیٹرس مسٹر ایم۔ این گھوش صاحب نصیر آباد گورنمنٹ ہائی سکول سے شریک جلسہ ہونے کیلئے تشریف لائے تھے ہمیں اُمید ہے کہ ہمارے انڈین کرسچن ایسوسی ایشن کے ممبران کی دن دونی ترقی ہوگی اور اس ڈائمنڈ جوبلی کو اوّل درجہ سے لیکر ثریا کو فرش تک کچھ نہ کچھ کرکے دکھائینگے ✦

(نامہ نگار)

مسٹر آر اے سراج الدین بی۔ اے

کی

تحقیقات بابت سید مولوی محمد سراج الدین

آجکل اخباروں میں ہم اپنے ناظرین با تمکین کو ایک نئی بات بتلایا چاہتے ہیں یعنی کہ اکثر ہمارے پاس کتب و اخبارات بغرض ریویو موصول ہوا کرتے ہیں ہم مصنفان و مولفان کو پیشتر ہی اس بات کا فیصلہ کر لیا کرتے ہیں کہ ہمارے اُن ناظرین کو جو کہ بشارت کے کام کے لئے مقرر کئے گئے ہیں نصف قیمت پر اپنی اپنی تصنیفات و تالیفات دینا پڑینگے پس ایسی حالت میں مولوی محمد سراج الدین صاحب کا اپنی کتب کی قیمت ارکم لینا جائے تعجب نہیں مسٹر آر اے سراج الدین صاحب بی۔ اے کرسچن کالج لاہور نے ایک پوسٹ کارڈ مورخہ ۲۶ اپریل ۱۸۹۷ء کو بخدمت ایڈیٹر صاحب اخبار ہذا ارسال کیا تھا جسکو ہمارے لایق و فایق ایڈیٹر نے بغرض تحقیقات بعینہٖ پوسٹ کارڈ ہمارے پاس بھیجدیا ہے ہم بحیثیت ریویو ہونے کے پبلک کو اصل بات بتلا دیتے ہیں سید مولوی محمد سراج الدین صاحب کا تعلق مذہب اسلام سے ہے نہ کہ مذہب عیسوی لیکن ساتھ ہی انکے اتنا کہدینا داخل گناہ نہیں کہ مولوی صاحب موصوف سچے اور بڑے خیر خواہ ہیں تعصب کی جڑ انہیں چھو تک نہیں گئی آپ خواجہ معین الدین حسن سنجری اجمیری چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان سے ہیں۔ آپکی ہی زور قلم سے رسالہ گلشن چشت معروف مولود خواجہ بزرگ تصنیف ہوا ہے۔ جو کہ آجکل ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوئی جاتی ہے امید ہے کہ واعظان انجیل شریف اس تحفہ کو ہاتھ سے نہ کھوئینگے۔ بس کہنا

اِلتماس

جرجان سو میرے روپے گشن گڈھ سے لیکر بھاگ گیا تھا اور تاریخ ۱۹ مارچ کے نور افشاں میں چھاپا گیا سو جلدبازی اور بیوقوفی سے میں نے چھپوا لیا اور میں نہایت افسوس کرتا ہوں کہ یہ لکھنے سے میں نے اُس شخص کو بے عزت کیا اور اُس کا نقصان کرایا۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ وہ اور اُس کا سُسر گھرانے سمیت مجھے معاف کریں گے ✢

راقم۔ بی۔ ایلیس۔

جنگ ترک و یونان کی تازہ تار خبریں

قسطنطنیہ ۔ اپریل ۲۸ ۔ غازی عثمان پاشا واپس بلایا گیا ہے ✢

ایتھنز اپریل ۲۸ ۔ ایک بھیڑ نے جس میں خاصکر پس انداختہ فوج کے سپاہی جو سبب نہ بھیجے جانے جنگ کو ناراض تھے شامل تھے کل رات یہاں اسلحہ خانوں اور گولہ بارود کو لوٹ لیا اِس کے بعد اُنہوں نے شاہی محل کے سامنے اپنی حجت بیان کی ✢

لندن اپریل ۲۹ ۔ ترکوں نے ویلسٹینو پر حملہ کیا جو مقام وولو کے مغرب کی جانب ۱۲ میل پر واقعہ ہے مگر یونانیوں نے ترکوں کو سخت نقصان کے ساتھ پسپا کیا ✢

طاقتہائے یورپ نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ بیچ بچاؤ نہیں کرینگے جب تک یونان اطاعت قبول کر کے اپنا رسالہ کریٹ سے واپس نہ بلالے

لندن اپریل ۲۹ ۔ ایم ہینوٹو نے پیرس میں کل ترکی سفیر سے پانچ گھنٹہ تک گفتگو کی سٹینڈرڈ نیوز کا نامہ نگار ظاہر کرتا ہے کہ ایم ہینوٹو نے ترکی سفیر کو آگاہ کر دیا ہے کہ اگر ترک آگے کو بڑھے تو فرانس مجبور کیا جاویگا کہ یونان کی حفاظت کرے ✢

ترکوں کا امدادی دستہ چنسلی کو جا رہا تھا پر پسپا کی جانب پھیر گیا ہے ✢

ایتھنز اپریل ۲۹ ۔ ایم ڈیلینیس استعفیٰ دینے سے انکار کرنے پر موقوف کیا گیا ہے ۔ اور ایم ۔ رالی نے ایک اخبار نویس سے گفتگو کرتے وقت کہا کہ نئی گورنمنٹ کا پہلا فرض ہوگا کہ ملک کی فوجی طاقت تعداد انتہائی تک بڑھاوے اور رزمگاہ میں فوج کی عزت کو پورے طور سے قائم رکھے ✢

لندن اپریل ۳۰ ۔ ترکوں نے بغیر مقابلہ کے ترکھالا پر قبضہ کر لیا ہے ۔ یونانی پھرسالہ کی جانب ہٹ گئے ہیں ✢

ترکی ہونڈانس گارڈس اور یونانیوں کی جنگی جہازوں میں چھیڑ چھاڑ ہوئی ہے اور وولو میں جنگ کے آثار پائے جاتے ہیں یہاں کے باشندے بھاگ گئے ہیں ✢

ایتھنز اپریل ۳۰ ۔ کل اور آج مقام ویلسٹینو میں جو وولو اور پھارسالہ کے مابین واقعہ ہے لگاتار جنگ ہوتا رہا ۔ یونانی خبر دیتے ہیں کہ ترکی بالکل پسپا کئے گئے ۔ ڈیوک آف سپارٹا نئے سٹاف کے کمان پر رہینگے ✢

لندن مئی ۱ ۔ علاقہ ایپرس کے مقام پنتیپگاڈی میں یونانیوں نے شکست کھائی اُن میں ہیبت پھیل گئی ہے اور وہاں کے باشندے بھاگ گئے ✢

ترکوں نے پھرسالہ کے جنوب میں ریل پر حملہ کیا اِس حملہ سے اُنکی ظاہری غرض معلوم ہوتی ہے کہ دو طرف سے ایک ترکھالہ سے اور دوسرا لارسہ سے پھرسالہ پر بیخبری سے آپڑیں ✢

لندن مئی ۲ ۔ لارڈ سالسبری نے تجویز پیش کی ہے کہ ایک کانفرنس یونانی ترکی جنگ کی نسبت مقام پیرس میں منعقد کیجاوے ۔ اِس کانفرنس کے انعقاد کا بعض طاقتوں سے قبول کیا جانا مشکل ہے ✢

ایپرس کی یونانی فوج ارٹا تک ہٹ آئی ہے ۔ یونانیوں کے بیان سے معلوم ہوا ہے کہ جنرل سمولینسکی کی بریگیڈ نے ... ۸۰ ترکوں کو مقام ویلسٹینو میں بالکل پسپا کر دیا ہے اور اُنکا سخت نقصان کیا ہے پلاوہ بریں اس ہی جنگ کی نسبت تار دیتا ہے کہ سخت لڑائی کے بعد ترکوں نے فتح حاصل کی ہے اور یونانی مقام وولو تک پیچھے ہٹ گئے ہیں ✢

یونانی وزارت کے ایک جلسہ میں کل کے روز ایم رالی نے اشتہار دیا کہ میں سب سے پہلے فوج کی از سر نو ترتیب بندی کی فکر کرونگا جس امر میں کوتاہی کرنے سے نہ صرف جنگ کا جاری رہنا ہی ناممکن ہوگا بلکہ عزت صلح میں بھی فرق آویگا ✢

ایم ڈیلینیس نے وزارت کی پشتی کرنے کا مصمم وعدہ دیا ہے اُس وقت تک جب تک ترکی یونانی علاقہ میں ہیں مجلس تب برخاست ہوئی ✢

افواہ ہے کہ کرنل وساس کریٹ سے واپس بلا لیا گیا ہے ✢

لندن مئی ۲ ۔ حسب اقرار نامہ جو زار روس اور شاہ فرانسس جوزف کے درمیان سینٹ پیٹرزبرگ کی ملاقات کے وقت ہوا ہے آسٹریا اور روس نے ایک ہی مضمون کا مراسلہ سرویا بلگیریا اور مانٹینگرو کے نام بھیجا ہے جس میں اُنہوں نے اِس امر میں اِس ملکوں کے رُخ کو پسند کیا ہے ۔ پر یہ خط حقیقت میں اُنکے لئے ایک آگاہی ہے کہ وہ چپ چاپ رہیں ✢

لندن مئی ۳ ۔ لارڈ سالسبری کی تجویز پر کانفرنس کی نسبت بحث ہوئی اور نامنظور ہوئی ✢

یونان کی فوج پھر ایپرس میں داخل ہو گئی ہے اور پلینتدہ پر پھر قبضہ کر لیا ہے ✢

اس امر کا عام نقش ہوتا جاتا ہے کہ طاقتیں یونان اور ترکی میں بیچ بچاؤ کرینگی ✢

لندن مئی ۴ ۔ یونان کے ۱۴ افسر معہ کرنل وساس کریٹ سے واپس بلائے گئے ہیں ظاہر اِس منشا سے کہ تھسلی کے سٹاف کو زور دیں یہ سمجھا جاتی ہے کہ یہ یونان کی جانب سے طاقتوں کی مطابقت کا اظہار



مُضامِین مُفیدُ المُبتدِین

دِلی آرزو

ایکدن چھوٹی مریم نے کہا "ہائے کاش کہ میرے پاس ایک نئی گڑیا ہوتی"۔

اس پر اُسکے بھائی عزیز نے کہا "کیسی بیہودہ خواہش۔ گھوڑا ہو تو کہیں زیادہ فائدہ مند ہو"

اس کے بڑے بھائی یعقوب نے کہا "میں تو ایک بندوق چاہتا ہوں"۔

انکی ماں اُن کی لڑکپن کی سی باتیں سُنکے مُسکرانے لگی۔

یعقوب نے پوچھا "ماں سب سے عمدہ چیز کونسی ہے۔ گڑیا۔ گھوڑا یا ایک بندوق؟ گڑیا سے کیا فائدہ ہے"۔

ماں نے کہا "گڑیا تمہارے لئے فائدہ مند نہو پر مریم کو اُس سے خوش رہنے اور اچھی لڑکی بننے کی مدد ملتی ہے۔ اور اس سے کچھ نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ حالانکہ شاید گھوڑا تمہیں لات مارے اور بندوق سے تمہاری جان جائے۔ میں اُمید رکھتی ہوں کہ جب تک تم بخوبی سوار ہونے یا بندوق چلانیکے لائق نہو تمہیں ان چیزوں میں سے ایک بھی نہ ملے۔ پھر بھی تم کو پہلے خوب سیکھنا اور مشق کرنا پڑیگا اور انہیں چیزوں سے جن کی اب تم اتنی خواہش رکھتے ہو ہمیشہ چوٹ لگنے کا خطرہ رہیگا"۔

یعقوب جس نے اپنی ماں کی باتوں پر بالکل تھوڑا دھیان لگا رکھا تھا بولا "اور کیا اچھا ہو اگر ہماری ساری خواہشیں پوری ہو جائیں"۔

دوسرے دو نے کہا "ہاں تب تو بہت ہی اچھا ہو"۔

اُن کی ماں نے کہا "لیکن بعض دفعہ ہماری خواہشیں ہم کو اور بعض دفعہ اور لوگوں کو نقصان پہنچاتی ہیں۔ میں نے ایک لڑکی کی بابت سُنا جو بہت بتونی تھی اور اکثر اپنی بک بک سے لوگوں کو دق کرتی تھی۔ ایک دن اُس نے کہا "ہائے کاش کہ میری دو زبانیں ہوتیں۔ تب میں ایک دم سے دو آدمیوں سے بات کر سکتی"۔ کیسی اچھی بات کہ ہماری ساری خواہشیں پوری نہیں ہوتیں"۔ اُسکی اُستانی نے کہا "اگر تمہاری دو زبانیں ہوتیں تو نہایت ہی خوف کی بات ہوتی"۔

"میں نے ایک اور چھوٹے لڑکے کی بابت جو بڑے دن کے وقت اپنے باپ کے ساتھ ایک یتیم خانے میں گیا سنا۔ کہ جب اُس نے چھوٹے یتیم لڑکوں کو انعام پاتے دیکھا تو کہا "کاش کہ میں ایک یتیم ہوتا اے باپ"۔ اگر خدا اُس کی خواہش پوری کر دیتا تو وہ اپنے مہربان باپ کی خبرداری کو کھو دیتا۔ اور ان عمدہ چیزوں کے عوض میں جو وہ ہر روز اپنے باپ سے پاتا تھا ایک کھلونا ہر سال نہایت ہی تھوڑا بدلا ہوتا"۔

جب وہ ٹھہر گئی تو لڑکوں نے کہا "ماں ہمیں اور قصّے سناؤ"۔

اُس نے جواب دیا "میں تمہیں ایک کہانی خواہشوں کی بابت سناونگی جو میں نے ایک انگریزی کتاب میں پڑھی تھی۔ سو برس کا عرصہ گذرا کہ ایک جوان انگریز اڈورڈ نامے تھا۔ وہ سمندر پر جاکے ایک افسر بننے کی بہت خواہش رکھتا تھا۔ اُس کا خیال تھا کہ اس طرح سے وہ اپنے لئے ایک بڑا نام عزت و دولت حاصل کریگا۔ پس اُس کے باپ نے اسکی خواہش کو پورا کیا اور وہ ولایت کے بادشاہ کے بڑے جہازوں میں سے ایک پر سوار ہو کے ایک دور کے مُلک کو روانہ ہوا اتفاق سے ایسا ہوا کہ وہ اپنے ساتھیوں سے جدا ہو کے ایک رات اکیلا ایک چھوٹی کشتی میں تھا۔ جب سورج نکلا اُس نے آپ کو خشکی کے نزدیک پایا اور تھوڑی دیر میں اُس کی کشتی ایک جزیرے کے کنارے پہنچی۔ اُس نے اُتر کے معلوم کیا کہ وہ ایک بالکل نئے مُلک میں آگیا ہے۔ اور کہ جو کچھ اُس نے چاہا ہو فوراً اُس نے پایا۔ وہ جزیرہ آباد تھا۔ اُس نے سنا کہ دار الخلافہ جو کنارے سے تھوڑے فاصلہ پر تھا نہایت ہی خوبصورت شہر ہے۔ اُس نے یہہ خیال کر کے کہ شاید وہاں جانے سے اُسکی عزت ہوگی اور وہ ایک نامی شخص بنجائیگا۔ وہاں جانیکا ارادہ کیا۔ راستے میں کئی ایک رکاوٹیں پیش آئیں کیونکہ وہاں بہت سے نئے آدمی اور دلچسپ چیزیں تھیں۔ بعض دفعہ وہ خوبصورت پھول جمع کرنیکو ٹھہر جاتا تھا اور بعض دفعہ لوگ اُسکو اپنے گھر لیجا کے اُس کی اتنی خاطر کرتے تھے کہ وہ اُنکو چھوڑنے نہیں چاہتا تھا۔ ایک دن اُس نے کچھ فاصلے پر ایک شیر کو دیکھا۔ پس اُس نے اپنی تلوار نکال کے اُس کو مارنیکے لئے اُسکا پیچھا کیا۔ پر شیر بھاگ گیا اور کچھ دور تک اُسکا پیچھا کرنیکے بعد اُس نے معلوم کیا کہ وقت بہت گذر گیا ہے۔ اور اُس میں آگے چلنے کی طاقت نہیں ہے۔ اُس نے آپ سے کہا "میں کبھی دار الخلافہ تک نہیں پہنچ سکونگا اگر ہر بار کسی دلچسپ چیز کے لئے ٹھہرونگا۔ کل جب صبح میری آنکھ کھلیگی میں صرف ایک بات کی خواہش کرونگا۔ وہ یہہ کہ سیدھا دار الخلافہ کو جاؤں۔ تب میں ہر آدمی یا ہر چیز کے دیکھنے کی آزمایش میں نہ پڑونگا"۔

یعقوب نے اپنی ماں کی بات میں دخل دیکے کہا "یہہ تو ایک اچھی خواہش تھی"۔

اُس نے کہا۔ "اڈورڈ نے بھی ایسا ہی سوچا کیونکہ اُس نے بڑے آدمیوں کی بابت جو پڑھا تھا یاد کیا کہ وہ کس طرح سے ایک ہی کام میں سرگرمی کرنے سے نامی ہوئے تھے۔ دوسرے دن سورج کے طلوع ہونے پر وہ اُٹھا اور یہہ خواہش کی کہ اسکا دل ایک ہی خیال پر سورج ڈوبنے تک لگا رہے۔ یعنے کہ وہ سیدھا چلا جائے اور کسی چیز کے لئے ٹھہرنے کی آزمایش میں نہ پڑے) اُس نے چاہا کہ ایسا صرف ایک ہی دن کیواسطے ہو۔ اور تب وہ دوبارہ ایسی خواہش کرنے سے پہلے اس کا نتیجہ دیکھ سکیگا۔ چند گھنٹوں تک وہ ثابت قدمی سے چلتا گیا۔ اسکا دل خوبصورت پھولوں کی طرف مائل نہیں ہوا۔ اور اگرچہ شیر کی گرج بھی فاصلہ پر سُنائی دی اُس نے اُسکا پیچھا نہ کیا اور نہ اُس نے کھانے کا خیال کیا اور نہ اُس نے آرام کرنا چاہا۔ لیکن آپ سے یہہ کہتا تھا "مجھے سیدھے جانا ہے"۔ تھوڑی دیر بعد شیر کی گرج زیادہ بلند ہونے لگی۔ اور آخر کار اُس نے شیر کو

دیکھا وہ سڑک کے نزدیک ایک اونچے چٹان کے نیچے اِدھر اُدھر پھر رہا تھا۔ جب اڈورڈ نے اوپر نگاہ کی تو اُس نے چٹان کے اوپر ایک چھوٹی لڑکی کو کھڑے دیکھا۔ شیر بڑا خوفناک معلوم ہوتا تھا۔ اور چٹان پر چڑھنے کی کوشش کرتا تھا۔ پر اُس کے ڈھالو ہونے کے سبب کامیاب نہ ہوتا تھا۔ اڈورڈ نے دیکھا کہ اگر شیر گھوم کے دوسری طرف جائے تو وہ آسانی سے اوپر چڑھکے چھوٹی لڑکی کو پکڑ لیگا۔ وہ بچاری لڑکی چیخ رہی اور رو رہی تھی اور جیسے اُس نے اڈورڈ کو دیکھا اُس نے پکارا ہائے مہربانی سے آکے مجھے بچاؤ۔ اپنی تلوار سے شیر کو مار ڈالو مجھے بچاؤ مجھے بچاؤ!

اڈورڈ رحیم دل اور بہادر تھا اور کسی اور دن وہ ایک دم سے اپنی تلوار نکال کے شیر کو مارنیکی کوشش کرتا۔ لیکن اُس دن وہ صرف ایک ہی سوچ میں تھا اور یہہ کہتا تھا مجھے سیدھے جانا ہے اور کسی کے لئے نہیں ٹھہرنا۔ جب اُس نے لڑکی کو پکارا اور کہا "میں نہیں ٹھہر سکتا سو تمہاری مدد بھی نہیں کرسکتا۔ اگر مجھے کوئی ملیگا تو میں تمہاری مدد کو بھیجونگا" یہہ کہکے اُس نے اپنا راستہ لیا ؛

یعقوب نے کہا "اور چھوٹی لڑکی کو ٹکڑے ٹکڑے ہونے کو چھوڑ دیا کیسی شرم کی بات کاش کہ میں وہاں بندوق کے ساتھ ہوتا" پھر کیا ہوا پیاری امّاں آگے بتاؤ ؛

ماں نے کہا۔ "خیر جب وہ دو گھنٹے تک چلتا گیا۔ اُس نے ایک آدمی کو جو کہ مالی کی مانند لگتا تھا سڑک کے کنارے بیٹھے دیکھا وہ بہت ماندہ اور اُداس معلوم ہوتا تھا اور جب اُس نے اڈورڈ کو دیکھا وہ اُٹھا اور کہا "صاحب مہربانی سے بتائیے آپ نے کسی کو دیکھا" اڈورڈ نے کہا "ہاں پر میں ٹھہر کے تم سے بات نہیں کر سکتا مجھے آگے جانا ہے" پر اُس آدمی نے اُس کی بانہہ پکڑ لی اور اُس کو ٹھہرا کے کہا "کیا تم نے ایک چھوٹی لڑکی کو دیکھا؟ وہ میرے مالک کی بیٹی ہے اور آج صبح وہ اکیلی باہر نکل گئی تھی میں اُسے گھنٹوں سے ڈھونڈ رہا ہوں" اڈورڈ نے کہا "ہاں میں نے ایک لڑکی کو چٹان پر کھڑے دیکھا تھا۔ وہ مدد کیلئے چلّا رہی تھی اور ایک جنگلی شیر اُسکو پکڑنیکے لئے چٹان کے نیچے پھر رہا تھا" مالی نے کہا "تمہارے پاس تلوار ہے سو تم نے شیر کو ضرور مار ڈالا ہوگا اور اب وہ لڑکی کہاں ہے؟" اڈورڈ نے کہا "میرا خیال ہے کہ وہ ابھی وہیں ہے۔ میں تم سے کہتا ہوں کہ میں کسی بات کے لئے نہیں ٹھہر سکتا اُس کے دوستوں کو چاہئے کہ اُسکی خبرداری کریں۔ مجھے جلدی جانا ہے سو مجھے جانے دو۔ میرا کام بہت ضروری ہے میں شیروں کو مارنے یا چھوٹی لڑکیوں کی خبرداری کرنیکے لئے نہیں ٹھہر سکتا" یہہ کہکے اُس نے آپکو مالی سے الگ کیا اور آگے بڑھا۔ پر اُس آدمی نے چلتے ہوئے اُسکو پکار کے کہا "او ڈرپوک اور بزدل آدمی۔ تم نے ایک افسر ہوکے اور تلوار رکھتے ہوئے ایک بیچاری لڑکی کو جنگلی جانور سے ٹکڑے ٹکڑے ہونے دیا تم اپنے ملک کو بدنام کرتے ہو۔ جہاں کہیں میں جاؤنگا۔ میں ہر ایک کو بتاؤنگا کہ تم کیسے کمینے اور نالائق آدمی ہو اور بزدل اور ڈرپوک"

اڈورڈ نے اُسکی باتوں پر ذرا بھی دھیان نہ لگایا پر آگے چلتا گیا ؛

اب شام ہوگئی تھی اور ایک گھنٹے کے بعد سورج ڈوب گیا ؛

عزیز نے کہا "اب وقت پہنچا کہ اُسکی خواہش نکلا" اُسپر کچھ زور دیا

اُسکی ماں نے کہا۔ "ایسا ہی ہوا اور اڈورڈ بہت بھوکا اور تھکا ماندہ ہوگیا۔ لیکن وہ واقعات جو ہوئے تھے اُس کی یاد میں آئے اور اُسکو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا اُس کو لڑکی کی آواز یہہ کہتے ہوئے سنائی دیتی ہے "مجھے بچاؤ! مجھے بچاؤ!" اور اُس نے اپنی تلوار کھینچ کے لوٹنے کا ارادہ کیا پر بے فائدہ تھا۔ کیونکہ اندھیرا ہوتا جاتا تھا اور وہ ایک قدم آگے نہیں بڑھ سکتا تھا۔ تب مالی کی باتیں اُس کے کان میں سنائی دیں "او بزدل تم کیسے کمینے اور نالائق ہو"۔ وہ یہہ سوچ کے نہایت ہی شرمندہ ہوا اور زمین میں دھسا چاہا تب وہ سوچنے لگا اور کہا "میں نے کیسی نادانی کی میں اپنے لئے صرف عزت و دولت چاہتا تھا اور اب میں بے عزت ہوگیا ہوں اور سب سے بڑی بات تو یہہ ہے کہ شاید اُس لڑکی کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے ہونگے" اڈورڈ ابھی بالکل جوان تھا۔ اور بھوک اور تھکان سے بہت کمزور ہوگیا تھا۔ اور اپنے خیال میں وہ غرق ہوکے زمین پر گر پڑا اور ایسا پھوٹ کے رویا جیسے کہ وہ زندگی بھر کبھی نہ رویا تھا۔ دوسرے دن اُس نے جزیرہ چھوڑنے کا قصد کیا۔ اور وہاں سے روانہ ہوکے ساحل پر آیا اور اپنی کشتی میں بیٹھا ہوا۔ اُسنے آپ سے کہا "اُٹھو اور پانی کی لہروں سے خطرے کا سامنا کرنا بہتر ہے بہ نسبت اِس کے کہ ہر ایک بیہودہ خواہش پوری ہو جائے [illegible]"

یعقوب نے کہا "اب میں دیکھتا ہوں کہ کیسی خطرناک بات ہے [illegible] کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم خواہش نہ کریں۔ اور اگر ہماری خواہشیں پوری نہ ہوں تو ہم کس طرح سے اپنی ناخوشی ظاہر کرنے سے باز آسکتے ہیں ؛"

اُسکی ماں نے کہا "سو وہ باتیں جو خدا کا کلام ہمیں سکھاتا ہے یاد کرنی چاہئیں [illegible] ہر ایک اچھی چیز دینے کا وعدہ کرتا ہے جب ہم کوئی چیز چاہتے ہیں۔ تو [illegible] ہم اُسکے لئے دُعا کریں۔ اگر ہمیں وہ ملے تو خدا کا شکر بجا لائیں اور اگر نہ ملے تو بھی اسکا شکر کرنا فرض ہے اس لئے کہ اُس نے وہ چیز جو ہمارے لئے فائدہ مند نہ تھی ہم سے روکی۔ وہ ہی اکیلا جانتا ہے کہ ہماری ساری خواہشیں پوری ہونیکا کیا نتیجہ ہوگا۔ ہمکو چاہئے کہ سب کچھ اُسکے ہاتھ میں چھوڑ دیں [illegible] لئے بہتر ہو وہی ہمیں دے۔ لکھا ہے "خداوند کی یاد میں مسرور رہ [illegible] دلکے مطلب پورے کریگا" اِسکے یہہ معنے ہیں کہ وہ ہمارے دلمیں اچھی آرزوئیں پیدا کریگا۔ اور تب اُنکو پورا کریگا۔ اور جب تک کہ وہ ایسا کریگا ہم اُسپر [illegible] رکھینگے اور اُسکی خدمت کرنے میں خوشی حاصل کرینگے ؛"

پادری ای۔ ایچ۔ یوئنگ صاحب اڈیٹر و مینیجر نور افشاں کیواسطے ۔ امریکن مشن پریس لودیانہ میں [illegible] کے اہتمام سے چھپا ؛